جولوگ علمِ دین میں مشغول ہوں، کیا ان کو سلام کرنا گناہ ہے؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FSD-9187

تاریخ اجراء: 24جمادی الاولیٰ1446ھ /27نومبر2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ علم دین پڑھنے والوں کو سلام کرنا، مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

علم دین کی بڑی فضیلت اور اہمیت ہے، اس کے حصول کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، شریعت مطہرہ نے حدیث سننے، سنانے اور علم دین کے حصول میں مشغول افراد کو سلام کرنے سے منع کرتے ہوئے اس موقع پر سلام کرنے کو مکروہ تحریمی، ناجائز اور گناہ قرار دیا ہے، حتی کہ اگر کوئی اس موقع پر سلام کر دے، تو سننے والوں پر سلام کا جواب دینا بھی واجب نہیں، کیونکہ یہاں سلام کرنے کا محل نہیں اور سلام کے ذریعے ان کی علم دین سے توجہ ہٹے گی، لہذا انہیں سلام کرنے کی اجازت نہیں۔

جن مقامات پر سلام کرنا منع ہے، ان کے متعلق علامہ علاؤالدین حصکفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1088ھ/1677ء) چند اشعار نقل کرتے ہیں:

مصل وتال ذاکر ومحدث — خطیب ومن یصغي إلیهم ویسمع

مکرر فقه جالس لقضائه — ومن بحثوا في الفقه دعهم لینفعوا

ترجمہ: نماز پڑھنے والے، تلاوت کرنے والے، ذکر اللہ کرنے والے، حدیث بیان کرنے والے، خطبہ دینے والے، اس کی طرف متوجہ ہو کر خطبہ سننے والے، فقہ کا تکرار کرنے والے، فیصلہ کرنے کے لیے بیٹھنے والے قاضی اور فقہ میں بحث و مباحثہ کرنے والے پر، تیرا سلام کرنا، مکروہ ہے، ان کو چھوڑ دو، تاکہ یہ نفع حاصل کریں۔ (درمختار مع ردالمحتار، جلد2، صفحہ451، مطبوعہ کوئٹہ)

مذکورہ بالا مقامات پر سلام کرنا، مکروہ تحریمی ہے، جیسا کہ "سلامک مکروہ" کے تحت علامہ احمد طحطاوی حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1231ھ/1815ء) لکھتے ہیں: "ظاهره التحريم" ترجمہ: ظاہر یہی ہے کہ یہاں مکروہ تحریمی مراد ہے۔ (حاشية الطحطاوی علی الدر المختار، جلد2، صفحہ328، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

مذکورہ بالا مقامات پر سلام کرنا گناہ ہے، جیسا کہ علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1252ھ/1836ء) علامہ طحطاوی کی مذکورہ عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "وسيجیء التصريح بالاثم فی بعضها۔۔۔ وحاصلها: أنه يأثم بالسلام على المشغولين بالخطبة أو الصلاة أو قراءة القرآن **أو مذاكرة العلم** أو الآذان أو الإقامة" ترجمہ: عنقریب بعض صورتوں میں سلام کرنے کے گناہ ہونے کی صراحت بیان کی جائے گی۔۔۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ خطبہ، نماز، تلاوتِ قرآن، **مذاکرہ علم**، یا اذان و اقامت کہنے میں مشغول افراد کو سلام کرنے والا گنہگار ہوگا۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، جلد2، صفحہ451-453، مطبوعہ کوئٹہ)

اس مسئلے کی تائید فتاوی تاتارخانیہ کی درج ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے: "يكره السلام عند قراءة القرآن جهرا وكذلك عند مذاكرة العلم **ولا يسلم على قوم وهم فی مذاكرة العلم او احدهم وهم يسمعون وان سلم فهو آثم**" ترجمہ: تلاوت قرآن کرنے والے کو بلند آواز سے سلام کرنا، مکروہ ہے، اور یہی حکم علم دین کے مذاکرے میں مشغول افراد کو سلام کرنے کا ہے۔ ایسی قوم پر سلام نہ کیا جائے، جو علم دین میں مشغول ہو یا ان میں سے کوئی ایک علم کی بات کر رہا ہو اور باقی سن رہے ہوں۔ **اگر کسی نے ان کو سلام کیا، تو وہ گنہگار ہوگا۔** (فتاویٰ تاتارخانیہ، جلد18، صفحہ82، مطبوعہ کوئٹہ)

مذاکرہ علم میں مشغول افراد کو اگر کسی نے سلام کیا، تو ان پر جواب دینا واجب نہیں، جیسا کہ رد المحتار میں ہے: "وإن سلم في حال التلاوة فالمختار أنه يجب الرد بخلاف حال الخطبة والأذان وتكرار الفقه اھ۔ وإن سلم فهو آثم تتارخانية **وفيها والصحيح ان لا يرد فی هذه المواضع**" ترجمہ: اگر کسی نے تلاوت قرآن کرنے والے کو سلام کیا، تو مختار قول کے مطابق ان پر جواب دینا واجب ہے (یہ مفتیٰ بہ نہیں ہے، بلکہ مفتی بہ یہ ہے کہ جواب دینا واجب نہیں، اسے جواب دینے کا اختیار ہے)، بر خلاف حالتِ خطبہ، اذان اور فقہ کے تکرار میں مشغول افراد کو سلام کے جواب میں (کہ ان پر جواب دینا واجب نہیں)۔ اگر کسی نے انہیں سلام کیا، تو سلام کرنے والا گنہگار ہوگا، جیسا کہ تتارخانیہ میں ہے۔ **اسی میں یہ بھی ہے کہ اس مسئلے میں صحیح یہی ہے کہ ان مقامات پر جواب دینا واجب**

نہیں۔(ردالمحتار علی الدر المختار، جلد9، صفحہ686، مطبوعہ کوئٹہ)

علم میں مشغول افراد کو سلام کرنا، سلام کا محل نہیں، جیسا کہ بحر الرائق میں ہے: ”ثم اعلم أنه يكره السلام على المصلي والقارئ والجالس للقضاء أو البحث في الفقه ولو سلم عليهم لا يجب عليهم الرد **لأنه في غير محله**“ ترجمہ: یہ بات جان لو! نماز پڑھنے والے، تلاوت کرنے والے، فیصلہ کے لیے بیٹھنے والے قاضی اور فقہ میں بحث و مباحثہ کرنے والے کو سلام کرنا، مکروہ ہے، اگر کسی نے انہیں سلام کر دیا، تو ان پر سلام کا جواب دینا واجب نہیں، **کیونکہ یہ سلام کرنے کا محل نہیں۔**(بحر الرائق شرح کنز الدقائق، جلد2، صفحہ10، مطبوعہ دار الکتاب الإسلامي)

علم میں مشغول افراد کو سلام کرنے سے ان کی توجہ مبذول ہو گی، جیسا کہ علامہ عابد سندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”الرابع: عند مذاكرة العلم والباقون يستمعون يكره السلام ويأثم المسلم۔۔۔۔ **انما يكره لانه يقطع خاطرهم**“ ترجمہ: (سلام کے ممنوعہ مقامات میں سے) چوتھی جگہ یہ ہے کہ جب مذاکرہ علم ہو اور لوگ سماعت کر رہے ہوں، تو ان کو سلام کرنا، مکروہ ہے اور سلام کرنے والا گنہگار ہو گا۔۔۔ یہاں کراہت کی وجہ یہ ہے کہ سلام کرنے والا، **ان کی توجہ علم دین سے ہٹانے والا ہے۔**(طوالع الانوار لشرح الدر المختار، جلد2، حصہ1، صفحہ126، مخطوطہ)

اور درج بالا دونوں علتوں کو ”الاختيار لتعليل المختار“ میں یوں بیان کیا گیا ہے: ”ولا ينبغي أن يسلم على من يقرأ القرآن لأنه يشغله عن قراءته۔۔۔ وعلى هذا من جلس يفقه تلامذته ويقرئهم القرآن فدخل عليه داخل فسلم وسعه أن لا يرد، لأنه إنما جلس للتعليم لا لرد السلام“ ترجمہ: جو شخص تلاوت قرآن میں مشغول ہو، اسے سلام نہ کرے، **کیونکہ یہاں سلام کرنا، اس کی توجہ کو تلاوت قرآن کرنے سے پھیرنا ہے۔۔۔** اسی کے پیش نظر حکم ہے کہ فقہ کے حصول اور تلاوت قرآن میں مصروف شخص کے پاس آنے والے نے اگر سلام کر دیا، تو ان کے لیے جواب نہ دینا جائز ہے، **کیونکہ یہ تعلیم کے لیے بیٹھے ہیں، سلام کا جواب دینے کے لیے نہیں۔**(الاختیار لتعلیل المختار، جلد4، صفحہ165، مطبعۃ الحلبي، قاھرہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم